E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - M .A.

Paper : ------------------------

Module Name/Title : **Political History of Vijayanagar Empire - An Introduction**

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE SLM/ Dr. Danish Moin & Dr. Mahboob Basha
PRESENTATION	Dr. Danish Moin & Dr. Mahboob Basha
PRODUCER	Mir Hashmath Ali

IMC MANUU
Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

اکائی 29 وجیا نگر کی سلطنت کے حالات

ساخت

29.0 مقاصد

29.1 تمہید

29.2 سیاسی تاریخ

29.2.1 سنگاما۔ ہری ہرا اور بکا

29.2.2 سالوا نرسمہا

29.2.3 تلوا۔ کرشنا دیورائے

29.2.4 راما رایا

29.2.5 سلطنت کا زوال

29.3 نظم و نسق اور پالیسی

29.3.1 صوبائی نظم و نسق

29.3.2 نیم خود مختار حکمراں

29.3.3 دیہی نظم و نسق

29.3.4 فوجی نظم و نسق

29.3.5 عدلیہ کا نظم و نسق

29.4 سماجی اور معاشی حالات

29.4.1 ذات پات کا نظام

29:4.2 مکانات، غذا اور لباس

29.4.3 خواتین کا موقف

29.4.4 معاشی حالات

29.5 مذہب اور آرٹ

29.5.1 شیومت

29.5.2 وشنومت

29.5.3 مندر اور مٹھ

29.5.4 فن تعمیر اور سنگ تراشی

29.6 ادب

29.6.1 سنسکرت

29.6.2 مقامی زبانیں

29.7 خلاصہ

29.8 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

29.9 نمونہ امتحانی سوالات

29.10 سفارش کردہ کتابیں

29.0 مقاصد

اس اکائی کو مکمل کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ :

- وجیانگر سلطنت کی سیاسی تاریخ بشمول کرشنا دیورائے کے کارناموں سے واقف ہوسکیں گے
- سلطنت کے زوال کے اسباب سے واقف ہوسکیں گے ۔
- وجیانگر سلطنت کے نظم و نسق سے واقف ہوسکیں گے ۔
- وجیانگر سلطنت کے سماجی اور معاشی حالات سے واقف ہوسکیں گے ۔
- وجیانگر سلطنت میں ادب، آرٹ اور فن تعمیر کے فروغ سے واقف ہوسکیں گے ۔

29.1 تمہید

اس اکائی میں وجیانگر سلطنت کی سیاسی اور ثقافتی تاریخ کا خاکہ کھینچا گیا ہے ۔ یہ جنوبی ہند میں آخری ہندو سلطنت تھی ۔ اس نے تلگو، کنڑی اور ٹامل علاقوں کے مقامی رواجوں اور مقامی ثقافت کو مٹائے بغیر سارے جنوب کو سیاسی اور ثقافتی طور پر متحد کیا ۔

29.2 سیاسی تاریخ

عہد وسطیٰ کی جنوبی ہند کی تاریخ میں وجیانگر کی تاریخ ایک شاندار باب ہے ۔ اس سلطنت میں تلگو، کنڑی، ٹامل اور ملیالی بولنے والوں کے علاقے شامل تھے ۔ سیاسی اور ثقافتی دائرے میں وجیانگر حکمرانوں کی حکومت قابل یادگار تھی ۔ یہ جنوبی ہند میں آخری ہندو سلطنت تھی ۔ اس نے تین صدیوں تک جنوبی ہند کے عوام کی تقدیر کو سنوارا (1336۔1650 عیسوی تک)

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * Hyderabad-34.
IMC LIBRARY

29.2.1 سنگاماس۔ ہری ہرا اور بکا

ہری ہرا اور بکا نے رشی ودیا رانیا کی نصیحت پر 1336ء میں وجیانگر سلطنت کی بنیاد رکھی۔ وہ دونوں سنگاما کے بیٹے تھے۔ اسی لئے ان کی سلطنت ان کے نام سے موسوم کی گئی۔ ہری ہرا اور بکا کے جانشینوں نے 1485 عیسوی تک حکومت کی۔ اور نرسمہا کی زیر قیادت سالوا دور شروع ہوا۔ نرسمہا اور اس کے بچوں نے 1486 سے 1505ء تک حکومت کی۔ پھر وجیانگر کے تخت پر تلوا (Tuluvas) جلوہ افروز ہوئے۔ ان کی حکومت 1570ء تک رہی۔ اس کے بعد آراویڈو حکمرانوں نے 1650ء تک حکومت کی۔ اگرچہ سلطنت مختلف خاندانوں سے وابستہ تھی لیکن ان چار خاندانوں نے سلطنت کے حدود میں تفریق کے ساتھ جنوبی ہند کے ایک بڑے حصہ پر حکومت کی۔

وجیانگر کے بانیوں ہری ہرا اور بکا کے ماخذ کے تعلق سے مورخوں میں مختلف خیالات کار فرما ہیں۔ بعض مورخین انہیں ورنگل کی کاکتیہ سلطنت سے جڑے ہوئے آندھرا سمجھتے ہیں۔ بعض انہیں دوارا سمدرا کی ہوئی سالہ سلطنت سے وابستہ افراد خیال کرتے ہیں۔ بانیوں کا کسی بھی سلطنت سے وابستگی کا کوئی بھی واضح ثبوت عصری کتبوں سے ملتا ہے اور نہ ہی ادب یا کسی اور ماخذ سے ملتا ہے۔

بعضوں کا خیال ہے کہ دونوں بھائی کاکتیہ سلطنت کے پرتاب ردرا کے پاس ملازم تھے اور 1323 میں پرتاب ردرا کی گرفتاری کے بعد کاپیلا (Kampila) کی سلطنت میں پناہ لئے اور وہاں 1327۔ 1328 عیسوی تک مقیم رہے۔ جب اس سلطنت پر محمد بن تغلق کا حملہ ہوا انہیں قیدی بناکر دلی لے جایا گیا۔ جب جنوب میں ہندو بغاوتیں ہونے لگیں تو سلطان نے انہیں آزاد کرکے جنوب کو روانہ کیا تاکہ مسلم اقتدار کو بحال کرسکیں۔ اگرچہ اس دور میں ان کی سرگرمیوں کا پتہ نہیں چلتا۔ لیکن وہ 1336 میں خود مختار ہوگئے۔ انہوں نے ساحلی آندھرا کے مسونوری (Musunuris) اور ریڈیوں کی مثل اپنائی جو ایک دہے پہلے تغلق کی وفاداری کا جوا اتار پھینکے تھے۔ ہندو حکمرانوں کی کامیابی ان کے خود مختار بن جانے کے جذبہ کی مرہون منت تھی۔ اس کے علاوہ اس میں محمد بن تغلق کی پالیسیاں کارفرما تھیں جیسے دلی سے دولت آباد پائے تخت کی تبدیلی سے سلطنت پر مضر اثرات مرتب ہوئے۔

وجیانگر سلطنت ریڈی اور ہوئی سالہ سلطنتوں سے متصادم رہی۔ اور 1347 کے بعد گلبرگہ کے بہمنی سلاطین سے برسر پیکار رہی۔ 1346 تک وجیانگر کے حکمرانوں نے ہوئی سالہ علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ ریڈیوں اور بہمنی حکمرانوں میں مسلسل رقابت رہی۔ ہری ہرا اور بکا کے دور میں سلطنت نیلور ضلع کے حصوں کو چھورہی تھی اور اودے گیری ایک اہم قلعہ اور ایک صوبہ کا مستقر بن گیا تھا۔ ان کی کوششیں دریائے کرشنا تک اپنے اقتدار کی توسیع کی جانب مرکوز رہیں۔ وہ شمال مشرقی حکمرانوں کے ساتھ ایک قدرتی سرحد کے طور پر استعمال کی جاسکتی تھی اس ارادے کی تکمیل کے لئے وجیانگر کے حکمرانوں کو ایک طویل عرصہ درکار ہوا۔ ہری ہرا دوم اور دیورائے اول نے اس سمت میں اپنے اقتدار کو بڑھایا۔ راجمندری کی ریڈی سلطنت کمارا گری ریڈی کے زمانے 1386۔ 1402 میں قائم ہوئی۔ بعد میں راجمندری اور کونڈاویڈو کے حکمرانوں کٹیا ویما (Katyavema) اور پداکومٹی ویما کے درمیان تصادم شروع ہوا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وجیانگر کے حکمرانوں نے راجمندری کے ریڈیوں کے ساتھ اتحاد کیا اور کونڈاویڈو کے حکمرانوں کی قیمت پر اپنے اقتدار کو وسیع کیا۔ 1424 تک کونڈاویڈو کی ریڈی سلطنت غائب ہوگئی۔ اور اسکی جگہ وجیانگر کے حکمرانوں نے حاصل کرلی۔ راجمندری کی ریڈی سلطنت بھی ایک ربع صدی تک باقی رہی۔ بعد میں اس پر کٹک کے گجپتی حکمراں قابض ہوگئے۔

سنگاما اپنے سارے دور حکومت میں بہمنی سلطنت سے ہمیشہ لڑتے رہے۔ اگرچہ وجیانگر کے حکمرانوں کی فتوحات کا ذکر ان کے کتبوں میں ملتا ہے لیکن مسلم ماخذ ہمیشہ رایاؤں پر سلاطین کی کامیابی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ دوسری اکائی میں بہمنی اور وجیانگر کے حکمرانوں کے تعلقات کو تفصیل سے بتلایا گیا ہے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بہت سی جنگیں رائچور دوآبہ یا کرشنا تنگبھدرا کے دوآبہ پر برتری حاصل کرنے کے

لئے کی گئیں ۔ یہ ایک زرخیز علاقہ تھا ۔ اسی لئے سلطنتیں اس علاقہ کو حاصل کرنا چاہتی تھیں ۔ تاہم دونوں طاقتوں نے بھی دوآبے کے مختلف حصوں میں اپنے اقتدار کو قائم کیا ۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وجیانگر کے حکمرانوں کے بہت سے حملے صرف دوآبہ میں انکی برتری کی بحالی تک محدود رہے ۔ جب کہ بہمنی حکمرانوں نے کئی دفعہ ہمپی (Hampi) پر حملہ کیا اور وجیانگر کے علاقوں کو تباہ کیا

وجیانگر کے حکمرانوں نے ان حملوں کا مقابلہ کیا ۔ کیونکہ وہ سارے جنوب پر قابض تھے ۔ ہم اس بات کا اظہار کرچکے ہیں کہ 1346 سے پہلے ہی ہوئی سالہ حکومت کا خاتمہ کردیا گیا اور ان کے کنڑی علاقے اور تامل علاقوں کے کچھ حصوں پر قبضہ کرلیا گیا تھا ۔ جنوب کے بعید میں ایک آزاد مسلم سلطنت 1335ء میں معرض وجود میں آئی ۔ اس کا بکا کے بیٹے کمار کمپنا نے 1365۔ 1370 کے درمیان خاتمہ کر ڈالا ۔ اس کے نتیجہ میں وجیانگر کے حکمراں جنوب کے دور دراز علاقوں کے مالک بن گئے ۔ بکا اول کے بیٹے ہری ہرا دوم کے زمانے میں گوا، چھول (Chaul) اور دبھول (Dabhol) کی بندرگاہیں مسلمانوں سے چھین لی گئیں ۔ سیلون بھی رایا کو باجگزاری دینے لگا ۔ سنگاما کے خاندان کے حکمرانوں نے ان کے آخری برسوں میں کٹک کے گجپتی حکمرانوں کے حملوں کا سامنا کیا ۔ 1435 سے لیکر کپلیشورا 1435۔ 1470 اور اس کے جانشین پرشوتم 1470۔ 1497 اور پرتاپ ردرا 1497۔ 1538 نے ایک صدی تک حکومت کی اور جنوبی ہند کی سیاسیات پر اثرانداز ہوئے ۔ دیورائے دوم 1422-1446 کے جانشین کمزور تھے ۔ وہ مختلف برائیوں کا شکار ہوگئے تھے ۔ اور سلطنت کی حفاظت نہیں کرسکے ۔ اس کے نتیجہ میں کپلیشورا نے وجیانگر سلطنت کے شمال مشرقی علاقوں جیسے کونڈا ویڈیو اور ادے گیری وغیرہ پر قبضہ کرلیا ۔ اور ترچنا پلی تک اچانک حملہ کیا ۔ اندرونی کمزوری اور خارجہ حملوں کے نتیجہ میں سنگاما (Sangama) اقتدار روبہ زوال ہوگیا اور اس کی جگہ سالوا (Saluvas) خاندان برسراقتدار آگیا ۔

29.2.2 سالوا نرسمہا

سالوا نرسمہا چندر گیری کا گورنر تھا ۔ اگرچہ وہ ایک طویل عرصہ تک سنگاما کا ماتحت رہا ۔ اس نے خیال کیا کہ اگر وہ تخت پر قبضہ کرلے تو حالات بہتر ہوسکیں گے ۔ اسی نے کرشنا دیورائے کے باپ تلوا نرسا نائک (Tuluva Narasa Nayaka) کی مدد سے تخت حاصل کرلیا ۔ اس نے 1486 اور 1491 کے درمیان حکومت کی اور نرسا اپنے دو بیٹوں کے قائم مقام حکمراں کی حیثیت سے مامور کیا ۔ نرسا نائک نے وفاداری کے ساتھ خدمت انجام دی لیکن اس کے بڑے بیٹے ویرا نرسمہا نے تخت پر قبضہ کرلیا ۔ اور تلوا (Tuluva) خاندان کی حکومت قائم کردی ۔

29.2.3 تلوا خاندان۔ کرشنا دیورائے

تلوا خاندان کا سب سے عظیم حکمراں کرشنا دیورائے 1509 تا 1529 تھا ۔ اس کی تخت نشینی کے بعد پرتاپ ردرا گجپتی اور بیجاپور کے سلطان یوسف عادل شاہ نے وجیانگر کے خلاف فوجی پیش قدمی کی ۔ کرشنا دیورائے نے جلد ہی دونوں پر قابو پالیا اور گجپتی گجا کوٹہ پالکا (Gajakuta Palaka) اور پری بھوتا سورت رانا (Paribhuti Surat Rana) کے لقب کا مستحق ہوگیا ۔ لیکن رایا کو دوبارہ ان حریفوں کا سامنا کرنا پڑا ۔ کرشنا دیورائے نے اماتور کے باغی سردار کو وفاداری پر مجبور کردیا ۔ اس نے 1511ء میں رائچور پر قبضہ کرلیا اور گلبرگہ تک فوجی پیش قدمی کی ۔ بہمنی سلطان محمود کے وزیر اور محافظ امیر برید کو شکست دی ۔ اس کے بعد اس نے بیدر پر حملہ کیا اور

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * Hyderabad-32
IMC LIBRARY
B NO. 007

سلطان محمود کو قید سے رہا کیا۔ اور یوانا راجیہ ستھاپنہ چاریہ (Yavana Rajya Sathapana Charya) کا لقب اختیار کیا اس نے 1513 میں پرتاب ردرا گجپتی کے خلاف حملہ کیا۔ اور ادے گیری، کونڈا ویڈو، کونڈا پلی، راجمندری اور تلنگانہ کے کئی قلعوں پر قبضہ کرلیا پوتنور (Potunure) کے مقام پر فتح کا ستون نصب کیا اور سمہاچلم کے مندر کو عطیات جاری کئے۔ کرشنا دیورائے کی فوجیں کٹک تک گئیں اور پرتاب ردرا گجاپتی کو شکست دیں۔ اس کے نتیجہ میں گجاپتی نے معاہدہ کیا۔ اس کی شرائط کے تحت پرتاب ردرا نے اپنی بیٹی کی شادی 1519 میں کرشنا دیورائے کے ساتھ کی۔ کرشنا دیورائے نے دریائے کرشنا کے شمالی علاقے پرتاب ردرا کو واپس کردیئے۔

جب کرشنا دیورائے کلنگ کی مہم میں مصروف تھا۔ تو بیجاپور کے سلطان اسمٰعیل عادل شاہ نے رائچور کے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ کرشنا دیورائے نے گجاپتی حکمراں کے خلاف کامیابی حاصل کرنے کے بعد 1520 میں رائچور پر حملہ کیا۔ بالآخر وہ اس مہم میں کامیاب ہوگیا۔ اس جنگ میں پرتگالیوں نے بھی اس کی مدد کی۔ رائچور کی فتح کے بعد مسلم سلاطین وجیانگر سلطنت سے خائف رہنے لگے۔ سلطان عادل شاہ نے اسعد خان لاری کو کرشنا دیورائے سے معاہدہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ لیکن سلطان کی سازشوں سے مجبور ہوکر کرشنا دیورائے نے گلبرگہ تک فوجی پیش قدمی کی۔ وہاں سے وہ بیجاپور پہونچا اور اس پر کچھ عرصہ کے لئے قبضہ کرلیا۔ اس نے گلبرگہ میں محمود بہمنی کے بیٹوں کو قید خانے سے رہا کردیا۔

کرشنا دیورائے ایک عظیم فوجی جنرل کے علاوہ ایک مدبر، ایک ناظم، ایک شاعر، ادب اور آرٹ کا سرپرست اعلا تھا۔ اس نے اپنی نظم اموکتا مالیادا (Amukta Malyada) میں بہترین نظم و نسق اور فہم و فراست کے اصول پیش کئے۔ اس نے اشٹا ڈیگا جاس یا آٹھ ممتاز شاعروں کی سرپرستی کی۔ اس نے کئی مندر تعمیر کئے۔ کئی تالابوں کو بنوایا اور عوام کی تعریف و ستائش حاصل کی اس کے بعد اچھوتا رایا 1542-1529 میں تخت نشین ہوا۔ آراویڈو خاندان کے آلیہ راما رایا کی سازشوں کی وجہ سے اس کے کارنامے نسبتاً کم رہے۔ راما رایا کرشنا دیورائے کا داماد تھا۔ راما رائے اچھوتا رائے کے بھتیجے کو 1542 میں تخت پر بٹھانے میں کامیاب ہوگیا اور خود اس کا محافظ بن گیا۔ حکمراں کی کوئی آواز نہیں تھی۔ سلطنت کے سارے اختیارات راما رایا اور اس کے بھائیوں کے ہاتھوں میں مرکوز رہے۔

29.2.4 راما رایا

راما رایا نے دکن کی سیاست میں زیادہ دلچسپی لی۔ اور مختلف اوقات میں مختلف سلاطین کی مدد کی۔ یہ سلاطین جو سابقہ بہمنی سلطنت دپانچ سلطنتوں میں تقسیم کر چکے تھے وہ ایک دوسرے سے حسد کرتے تھے اور اکثر آپس میں لڑا کرتے تھے۔ راما رایا نے اس صورت حال سے فائدہ اٹھایا۔ اس نے سلاطین کے معاملات کی یکسوئی کرنے والے کی حیثیت سے اپنے اختیارات میں اضافہ کیا اور اپنی سلطنت میں توسیع کی۔ بعد میں سلاطین کو اس بات کا احساس ہوا اور انہوں نے متحد ہوکر راما رایا سے مقابلہ کیا۔ جنوری 1565ء میں جنگ ٹالی کوٹہ یا رکشاسی تنگڑی جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں راما رایا مارا گیا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مسلم سلاطین نے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے راما رایا کو ہلاک کر ڈالا۔ وجیانگر سلطنت کے مسلم عہدہ دار، جنگ کے دوران منحرف ہوکر مسلم کیمپ میں چلے گئے۔ اس سے بھی راما رایا کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔

29.2.5 سلطنت کا زوال

وجیانگر کی تاریخ میں جنگ ٹالی کوٹہ ایک سنگ میل کا درجہ رکھتی ہے۔ سلطنت کی شان و شوکت ختم ہوگئی۔ آراویڈو خاندان کے

B NO. 0

وینکٹ دوم 1586 ۔ 1614 نے وجیانگر کے وقار کو بحال کرنے کی کوشش کی ۔ اکثر راجدھانی کو تبدیل کیا گیا ۔ پینوکنڈا سے چندر گیری اور وہاں سے ویلور وغیرہ کو منتقل کرنا پڑا ۔ ان راجاؤں کو دو سو برس سے زیادہ عرصے تک رہنے والی راجدھانی ہمپی (Hampi) کو ترک کرنا پڑا ۔ رائچور کا دوآبہ بیجاپور کی عادل شاہی سلطنت کا ایک حصہ بن گیا ۔ اور رایا اس کے تعلق سے بحث کرنے کے موقف میں نہیں رہے ۔ گولکنڈہ کے سلاطین شمال مشرقی حصوں میں اپنی سلطنت کو وسعت دینے لگے ۔ مدورا اور جنجی کی طرح جنوب کے نایکوں نے بھی ہمیشہ وجیانگر کے اقتدار کے خلاف بغاوت کی ۔ اس نئے وجیانگر کے حکمرانوں کو آدمیوں یا مال و اسباب کی شکل میں کوئی مدد بھی حاصل نہ ہوسکی ۔ اسی لیے وہ تجوز ۔ اکیری (Ikkeri) کے نایکوں اور میسور کے راجہ وغیرہ کی طرح ماتحت بن گئے اور جنوب میں وجیانگر کے اقتدار کو بحال کرنے کی کوئی امید باقی نہ رہی ۔ اس طرح وجیانگر سلطنت کا خاتمہ ہوگیا ۔ اس نے تین صدیوں سے زیادہ عرصے تک جنوب کے عوام کی قسمت کو سنوارا ۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1 ۔ وجیانگر سلطنت کب قائم ہوئی ۔ اس کے بانی کون تھے ؟

____

____

2 ۔ کرشنا دیورائے کے دور حکومت کی اہمیت کے کیا اسباب ہیں ؟ بیان کیجیے

____

____

3 ۔ کس جنگ کی وجہ سے وجیانگر سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا ؟

____

____

29.3 نظم و نسق اور امور مملکت

وجیانگر کے حدود سلطنت بہت وسیع تھے ۔ اس کے انتظامیہ کی مشنری بھی بہت بڑی تھی ۔ سلطنت کو راجیاس یا منڈلوں یا صوبوں میں تقسیم کیا گیا تھا ۔ پھر اسے کوٹم یا کرٹم میں تقسیم کیا گیا تھا ۔ اسے مزید ٹامل ناڈو میں ناڈوس میں اور کرناٹک میں ونطیس (Venthes) سیما ۔ استھالاس اور آندھرا میں سماس اور استھالاس میں تقسیم کیا گیا تھا ۔ یہ تمام علاقے مرکزی حکومت کے زیر نگرانی تھے ۔ مرکزی حکومت بادشاہ اور وزراء پر مشتمل تھی ۔ وزراء نظم و نسق کے امور میں بادشاہ کی مدد کیا کرتے تھے ۔ تاہم، حکمراں وزراء کے فیصلوں کو تسلیم کرنے پر پابند نہیں تھا ۔ طاقتور حکمراں وزیروں کی کونسل سے مشاورت کرتے تھے لیکن وہ اپنی مرضی کے مطابق عمل کرتے ۔ حکمراں عوام کے خیالات اور مقامی رسم و رواج کا احترام کرتے تھے ۔ کرشنا دیورائے کی نظم اموکتا مالیا دا میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح راجہ کو حکومت کرنی چاہیے ۔ اور رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے کس طرح کام کرنا چاہیے ۔ بعض اوقات امرا اور کونسل راجہ کو تخت نشین کراتی اور اس پر اثر انداز ہوتی تھی ۔ وجیانگر کی تاریخ میں کئی ریجنسوں نے عملی طور پر حکومت کی ۔ راما رایا ایک نامور ریجنٹ گزرا ہے ۔ وہ سداشورائے کے دور میں

عملی طور پر سارے اختیارات کا حامل تھا۔

29.3.1 صوبہ کا نظم و نسق

حکمراں نامور فوجی جنرلوں یا شاہی خاندان میں سے صوبوں کے لئے گورنروں کا تقرر کرتا تھا۔ بادشاہ کے بیٹوں اور بھائیوں کو وَیسرائے یا گورنر کی حیثیت سے مامور کیا جاتا تھا۔ تاکہ انہیں نظم و نسق کا تجربہ حاصل ہوسکے۔ بعض مرتبہ فوجی قائدین کو گورنروں کی حیثیت سے مامور کیا جاتا تھا۔ تاکہ وہ نظم و نسق کے فرائض انجام دیں۔ اور بیرونی حملوں سے سلطنت کے علاقوں کو محفوظ رکھ سکیں۔ بعض مرتبہ وزیروں کو صوبوں کا سربراہ بنایا جاتا تھا۔ وہ اپنے نائبین کے ذریعہ سے انتظامیہ کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

29.3.2 نیم خود مختار حکمراں

صوبائی گورنروں کے علاوہ وجیانگر کے حکمراں کئی نایکوں کا نیم خود مختار حکمراں کی حیثیت سے تقرر کرتے تھے۔ نین کار (Nayan Kara) نظام کا طریقہ آلیہ رامارایا کے زمانے سے شروع ہوا۔ اس دور میں اہم نائک مدورا، تنجور اور جنجی کے اطراف وجود میں آئے۔ وہ وجیانگر کے حکمرانوں کو سالانہ خراج ادا کرتے تھے۔ اور بادشاہ کی مجوزہ فوجی تعداد کو برقرار رکھتے تھے۔ اس فوج کو بادشاہ کی جنگوں میں حصہ لینے کے لئے روانہ کیا جاتا تھا۔ ان نایکوں کو ان کے اپنے علاقہ میں آزادانہ طور پر حکومت کرنے کی اجازت تھی۔ بشرطیکہ وہ مندرجہ بالا شرائط کی تکمیل کریں۔ اس نظام کی وجہ سے بادشاہ علاقوں کے داخلی نظم و نسق کے بوجھ سے آزاد ہوگیا تھا۔ اب وہ سلطنت کے امور پر توجہ مرکوز کرسکتا تھا۔ لیکن آراویڈو سلطنت کے دور میں تنجور کے نایکوں کے سوا، جنوبی نایکوں نے وجیانگر کے اقتدار کے خلاف انحراف کیا اور بعض اوقات انھوں نے وجیانگر کے دشمنوں کے ساتھ ساز باز بھی کی۔ اس سے وجیانگر سلطنت کو زوال لاحق ہوا۔

29.3.3 دیہی نظم و نسق

نچلی سطح پر یعنی دیہات کی سطح پر آیاگارس (Ayġaras) نظم و نسق چلاتے تھے۔ ان کی تعداد آٹھ پر مشتمل تھی۔ ان میں کرنم، صدر اور اس علاقے میں رہنے والے مختلف کمیونٹیوں کے معمر افراد شامل تھے۔ پولیس کے عہدہ دار کی حیثیت سے تلاری (Talari) اپنے فرائض انجام دیتا تھا۔ عام طور پر جنوب بعید میں مقامی حکومت چولا دور کے نظم و نسق کی آئینہ دار تھی۔ جہاں دیہات کے صحیح نظم و نسق کے لئے موثر اقدامات کئے گئے تھے۔ شہروں کے نظم و نسق کی ذمہ داری تجارتی کمیونٹیوں کے سپرد کی گئی تھی۔

29.3.4 فوجی نظم و نسق

وجیانگر کے راجاؤں نے ملک کے تحفظ کے لئے ایک بڑی فوج رکھی تھی۔ ان کی فوج پیدل، گھوڑے سوار اور ہاتھیوں پر مشتمل تھی۔ ان تین حصوں میں پیدل فوج بہت طاقتور تھی۔ وجیانگر کے حکمرانوں کی کثیر فوج دیکھ کر غیر ملکی سفیر حیرت زدہ تھے۔ بیرونی سیاح نیونیز (Nuniz) بیان کرتا ہے کہ کرشنا دیورائے نے پچاس ہزار (50,000) سپاہیوں کو رکھا تھا۔ جن میں چھ ہزار 6,000 گھوڑے سوار محل

کی حفاظت پر معمور تھے۔ دو گھوڑے سوار۔ سپاہی ہمیشہ بادشاہ کے ساتھ چلا کرتے تھے۔ ہاتھیوں کی دیکھ بھال کے لئے تین ہزار افراد تھے۔ اور گھوڑوں کو تربیت دینے کے لئے تین سو (300) افراد مامور تھے۔ قلعوں کو بہت اہمیت دی جاتی تھی۔ بعض قلعے، جیسے پنیوکنڈہ، چندراگیری، گٹی، کونڈاویڈو وغیرہ نظم و نسق کے مراکز تھے۔

29.3.5 عدلیہ کا نظم و نسق

سمری تھس (Smrithis) اور دوسری مقدس کتابوں کی اساس پر عدل و انصاف کیا جاتا تھا۔ مقامی رسم و رواج کو مناسب اہمیت دی جاتی تھی۔ حکمراں قانون بنانے والا نہیں تھا بلکہ قانون کو عملی جامہ پہنانے والا تھا۔ وہ عدل و انصاف کرنے والا ہوتا تھا۔ اموکتا مالیادا (Amukta Malyada) میں بیان کیا گیا ہے کہ راجہ کو دھرم پر نگاہ رکھتے ہوئے حکومت کرنی چاہیے۔ حکمراں اور ملک کے خلاف غداری کو بہت بڑا جرم تصور کیا جاتا تھا۔ اور اس مجرم کو سزائے موت دی جاتی تھی۔ برہمن سزائے موت سے بری تھے۔ دیہات کی سطح پر قانونی مقدمات کے فیصلے مقامی عدالت دھرماسنا (Dharmsana) کرتی تھی۔ یہ عدالت دیہات کے نامور افراد اور آیاگارس (Ayagars) پر مشتمل ہوتی تھی۔ اس قسم کی عدالتیں صوبائی سطح پر بھی تھیں۔ بعض اوقات راجہ وزیروں اور ماہرین قانون کی مدد سے فیصلے صادر کرتا تھا۔ حقیقت اور سچائی کو معلوم کرنے کے لئے مشتبہ افراد کی آزمائش کی جاتی تھی۔

29.4 سماجی اور معاشی حالات

اس دور میں سماج چار ذاتوں برہمن، کھتری، ویش اور شودر پر مشتمل رہا۔ حکمراں خود کو اس سماجی نظام کا محافظ تصور کرتے تھے۔ لیکن اس دور میں بہت سے دوسرے سماجی گروہوں نے اہمیت حاصل کی اور انہیں خصوصی مراعات عطا کی گئیں۔ اکثر و بیشتر تصادم کے باوجود سماجی ہم آہنگی برقرار رکھی گئی۔ ہر گروہ اپنی انفرادیت باقی رکھنے کی کوشش کرتا رہا۔

برہمنوں کو سماج میں ان کے علم اور صاف ستھری زندگی کے لیے باعزت مقام حاصل تھا۔ غیر ملکی سیاح اپنی تصانیف میں اس بات کا ذکر کرتے ہیں۔ ہم دوسرے ماخذوں سے جانتے ہیں کہ وہ ہندو مقدس کتابوں پر عبور رکھتے تھے۔ انہیں ٹیکسوں سے مبرا دیہاتوں (Agrahas) سے سرفراز کیا جاتا تھا۔ تاکہ وہ اس کی آمدنی سے گزر بسر کر سکیں اور اپنے طلباء کے گزر بسر کا بھی انتظام کر سکیں۔ بعض برہمن مندروں کے پجاری تھے۔ دوسرے برہمن وزیر، جنرل اور مختلف دفتروں میں محاسب وغیرہ کے عہدوں پر فائز تھے۔ راجاؤں کو اعلا مقام دیا جاتا تھا۔ خواہ وہ کھتری ہوں یا نہ ہوں۔ حکومت کرنے والا طبقہ غیر ملکی سفیروں جیسے نکولو کونٹی، عبدالرزاق، پیز، نیونیز وغیرہ کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔ انہوں نے شاہی دربار میں شرکت کی۔ اور حکمرانوں کی شان و شوکت کو محسوس کیا۔ انہوں نے بادشاہ کی وضع قطع، شخصیت، لباس اور زیورات کا تذکرہ کیا ہے غیر ملکی سیاحوں نے اپنے سفرناموں میں بادشاہ کی عوام سے ملاقات، اور عوام کی جانب سے روایتی سلام کی پیش کشی وغیرہ کا حال بیان کیا ہے۔ اموکتا مالیادا اور پرتگالی سیاح پیز (Paes) کے سفرنامے میں کرشنا دیورائے کے باقاعدہ نظام العمل کا ذکر کیا گیا ہے۔ بادشاہ صبح سویرے بیدار ہوجاتا تھا خاص قسم کے تیل سے مالش کی جاتی تھی۔ اور وہ ورزش کرتا تھا۔ نہانے کے بعد وہ عوام سے ملاقات کرتا تھا۔ وہ وزراء اور ماتحت کے عہدہ داروں سے ریاستی امور کے بارے میں بحث کرتا تھا۔ وہ دوپہر میں دھرم میں مہارت رکھنے والے دانشوروں کے ساتھ وقت گزارتا تھا۔ رات کا کھانا تناول کرنے کے بعد موسیقاروں کے ساتھ وقت گزارتا۔

تیسری ذات ویش لوگوں کی تھی۔ جن کا پیشہ تجارت تھا۔ جن کی تعداد کثیر تھی۔ بالنجاس (Balanjas) کمیونٹی نے بھی تجارت کو اپنا پیشہ بنایا اور اس میں شہرت حاصل کی۔ فوج کا عملہ اسی کمیونٹی کے افراد پر مشتمل تھا۔ وجیانگر میں ان ذاتوں کے علاوہ اور دیگر ذاتیں بھی تھیں۔ جیسے داہنے اور بائیں بازوں کی ذاتیں جو 98 ذاتوں میں تقسیم تھیں۔ کیکولاس (جولاہوں) دیوادیسونس (شعبدہ باز) اور حجاموں وغیرہ کا بھی حوالہ ملتا ہے۔ آلیہ راما کے زمانے میں حجام کمیونٹی کو ٹیکسوں سے مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا

29.4.2 مکانات، غذا اور لباس

ہمپی کی راجدھانی بادشاہ کے محل اور متعدد بڑے اور کئی منزلہ مکانوں پر مشتمل تھی۔ ہر غیر ملکی سیاح شہر کے تعلق سے حوالے دیتا ہے کہ کس طرح یہ سات فصیلوں سے محفوظ تھا۔ متوسط طبقے کے لوگ سیدھی چھتوں کے مکانات اور نچلے طبقہ کے لوگ گھاس پھونس کے مکانوں میں رہا کرتے تھے۔

چاول اور باجرہ کھانے کی اشیاء تھیں۔ بادشاہ سبزی، گائے اور بیل کے گوشت کے علاوہ تمام جانوروں کا گوشت استعمال کیا کرتے تھے۔ بادشاہ اپنے لباس پر بہت سرمایہ خرچ کیا کرتے تھے وہ ریشم کا لباس پہنا کرتے تھے جس پر سونے کا کام کیا ہوا ہوتا تھا۔ عام لوگ دھوتی اور قمیض پہنا کرتے اور سر پر پگڑی یا ٹوپی پہنا کرتے۔ بعض لوگ جوتے پہنا کرتے لیکن عوام کی اکثریت ننگے پاؤں پھرا کرتی تھی۔

29.4.3 خواتین کا موقف

خواتین کا سماج میں بہتر موقف تھا۔ ان میں سے بعض ادیب بھی تھیں۔ کمار کمپنا کی بیوی گنگادیوی نے مدورا وجیم (Madura Vijayam) اور ترومالمانے وارد ھمبیکا پری نایا (Varadambika Parinaya) لکھی۔ غیر ملکی سیاحوں نے گھریلو اور مندروں سے وابستہ خواتین (دیوداسیوں) کا ذکر بھی کیا ہے۔ دیوداسیوں کے راجدھانی کی دلکش گلیوں میں خوبصورت مکانات تھے۔ وہ مندروں میں رقص کرتی تھیں۔ اور مندر کے نظم و نسق کی جانب سے انہیں معاوضے کے طور پر گاؤں میں مندر کی اراضیات عطا کی جاتی تھیں۔ کرناٹک میں ستی کی رسم عام تھی۔ غیر ملکی سیاح اس رسم کی جانب متوجہ ہوئے۔

29.4.4 معاشی حالات

زراعت عوام کا بنیادی پیشہ تھا۔ وجیانگر کے حکمرانوں نے زمینات کو آبپاشی کی سہولتیں فراہم کیں۔ آبپاشی اور پینے کے پانی کے اغراض کے لئے بہت سے تالاب تعمیر کروائے گئے۔ مثال کے طور پر کڑپہ کے ضلع میں پورومالا (Poru Mamala) تالاب بنوایا گیا اس مقام کے ایک کتبہ پر کس مقام پر تالاب بنوائے جائیں اور کس مقام پر نہ بنائے جائیں لکھا ہوا ہے۔ غیر ملکی سیاح پیز اور نیونیز نے لکھا ہے کہ پرتگالیوں کی مدد سے کرشنا دیورائے نے ہمپی کے قریب ایک بڑا تالاب تعمیر کیا۔ بہت سے کتبوں کے ذریعہ سے پہلی دفعہ کاشت کرنے والے کسانوں کو مختلف قسم کی سہولتیں فراہم کرنے کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح، جنگلوں کو صاف کرکے رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ان مقامات سے بادشاہوں کو مالگزاری حاصل ہونے لگی۔ بہت سے غیر ملکی سیاحوں نے سلطنت کی راجدھانی ہمپی

(Hampi) کو دیکھا اور انہوں نے کرناٹک اور اس کے ساحل کے تعلق سے بہت سا مواد فراہم کیا ہے ۔ انہوں نے زمین کی زرخیری اور مویشیوں کی پرورش کی تصدیق کی ہے ۔ چاول، گیہوں، اناج، کپاس اور ادرک ملک کی بڑی پیداوار تھی ۔ سلطنت میں پارچہ جات، عطریات بنانے جاتے دھات سازی اور معدنیات سے بھی واقفیت تھی مختلف سمتوں میں صوبائی اور زیارت کے مراکز کو سڑکوں سے مربوط کردیا گیا تھا۔ ایک سڑک ہمپی، وجیانگر اور گوا کو ملاتی تھی ۔ دوسری سڑک بھٹکل اور وجیانگر کے پنیوکنڈا، تروپتی، چندراگیری اور پولی کٹ کی راہ سے وجیانگر اور مدراس کو جوڑتی تھی ۔ برآمد Export کی جانے والی اشیاء میں کپڑا، چاول، لوہا اور گرم مسالہ تھا۔ گھوڑے درآمد Import کئے جاتے تھے ۔ گوا کے حصول کے لئے بہمنی، وجیانگرم اور پرتگالیوں میں کافی رسہ کشی تھی ۔ کیونکہ اس مقام سے تجارت کی جاتی تھی ۔ وجیانگر کی تجارت کا مرکز بھی تھا۔ ساحل کے دونوں جانب بہت سی بندرگاہیں جیسے مغرب میں ہونور (Honovar)، کالی کٹ واقع تھیں ۔ مشرق میں موٹوپلی، پلی کٹ مدراس اور ناگاپٹنم تھیں ۔ ان بندرگاہوں پر برما اور ملایا کے جہاز لنگر انداز ہوتے اور ہندوستانی مصنوعات بحر احمر (Red Sea) کو لے جاتے ۔

کسانوں اور صنعتی مزدوروں سے بہت سے ٹیکس وصول کئے جاتے، بہت سے تجارتی مراکز اور دیہات کی سرحدوں پر چنگی کا ٹیکس وصول کیا جاتا۔ بعض مرتبہ ٹیکس وصول کرنے کی ذمہ داری زیادہ بولی لگانے والے کو سونپی جاتی ۔ اس سے عوام کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ بعض اوقات ظالمانہ ٹیکسوں کی وجہ سے کسان دیہات چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے ۔ بعد میں اعلی عہدہ دار انہیں بلاکر سہولتیں دیتے تھے ۔

29.5 مذہب اور آرٹ

وجیانگر کے حکمرانوں نے شیومت اور وشنومت کی سرپرستی کی جین مت کے بھی بہت سے ماننے والے تھے ۔ سلطنت کی راجدھانی ہمپی میں چند جین مت کی عمارتیں موجود تھیں ۔ جین مت اور وشنومت کے ماننے والوں میں ایک بار تصادم ہوا۔ جسے بکااول نے فرو کیا۔ مذاہب کے ماننے والوں میں ہم آہنگی تھی ۔ بعض شکایتیں ہیں کہ ہندوں نے مسجدیں مسمار کیں اور مسلمانوں نے مندروں کو نیست و نابود کیا۔ لیکن ایسے واقعات جنگ کے دوران پیش آئے ۔ دیورائے دوم اور آلیہ راما رایا نے اسلام کے تعلق سے رواداری کا مظاہرہ کیا دونوں نے بہت سے مسلمانوں کو اپنی فوج میں ملازمت دی۔

29.5.1 شیومت

شیومت کے دو فرقے ہیں۔ ایک کالاموکھا اور دوسرا پاسو پٹا۔ وجیانگر کے ابتدائی حکمرانوں نے کالاموکھا کی سرپرستی کی۔ کالاموکھا میں ردرا کی برتری پر یقین کیا جاتا تھا۔ اور ویدک رسومات کا مشاہدہ کیا جاتا تھا۔ پاسو پٹا فرقے میں ویدوں کے بجائے شیوآگاماس کو زیادہ اہمیت دی جاتی تھی ۔ حالانکہ وہ ویدوں کی تردید نہیں کرتے تھے ۔ وجیانگر کے ابتدائی حکمرانوں کا خاندانی گرو کریا سکتی پنڈت تھا۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وجیانگر حکمرانوں کی پہلی تین سلطنتوں کا دیوتا ہمپی کا ویرو پکشا تھا۔ ودیا رانیا جو ہری ہرا اول اور بکا اول کا استاد تھا۔ وہ ایک شیومت کا مبلغ تھا۔

شیومت کی انتہا پسند شکل ویرا شیومت ہے ۔ جس میں نجات کے لیے شیو کی سخت عبادت کی تلقین کی جاتی ہے وہ فرقہ بھی سلطنت کے کنڑی علاقے میں مشہور تھا۔ اس فرقہ میں شرکت کرنے کے لیے تمام افراد کو اجازت دی گئی ۔ اور ذات پات کے حصاروں کو توڑا گیا۔

اس فرقہ نے ویدک رسومات اور سماجی و مذہبی زندگی میں برہمن ذات کی برتری سے انکار کیا۔
شکتی کی عبادت بھی عام تھی۔ اور اس میں جانوروں کی قربانی دی جاتی تھی۔ تمام غیر ملکی سیاحوں نے مہانوی تہوار کا حوالہ دیا ہے۔
جو شاندار پیمانے پر منایا جاتا تھا۔

29.5.2 وشنومت

رامانجا کے ماننے والے اب دو فرقوں وڈاگلائی vadagalai اور تنگلائی (Tengalai) میں بٹ گئے تھے۔ اول الذکر فرقے کا رہنما مانا والامنی (Manavala Muni) تھا۔ یہ فرقے چودھویں اور پندرھویں صدی میں عروج پر تھے۔ دونوں فرقے بھی نجات کے لیے عبادت پر زور دیتے ہیں۔ لیکن دونوں میں سماجی اور مذہبی موضوعات پر اختلافات پائے جاتے ہیں۔ وداگلائی فرقہ ویدوں پر، خدا کے آگے خود کو حوالے کرنے سے پہلے آدمی کی کوشش اور ہر ذات کے لوگوں کی رہنمائی کے لیے ذات پات کے نظام پر یقین کرتا تھا۔ اس کے برعکس تنگالائی فرقہ تامل شاعری کو ماخذ کے طور پر استعمال کرتا تھا اور یقین کرتا تھا کہ خدائی کرم کے لیے ذاتی کوششوں کی کوئی ضرورت نہیں اور اس فرقے نے ذات پات کے نظام کو تسلیم نہیں کیا۔

وشنومت کے پرستاروں میں ولبھا فرقے کے افراد کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ جو کرشنا دیورائے کے ہم عصر تھے۔ اس فرقے کے لوگوں نے رادھا اور کرشن کی عبادت کی تبلیغ کی۔ ولبھا چاریہ نے کرشنا دیورائے کے دور کے مادھومت کے جید استاد ویاساتیرتھ Vyasa Tirth) کو مذہبی مباحثے میں شکست دی۔ تیرہویں صدی میں شروع ہونے والے مادھومت کے مکتب فکر کے ماننے والوں کی تعداد اچھی خاصی تھی۔ مادھوا فلسفہ کے پیغام کو کرناٹک کے ہری داس نے کرتان کی شکل میں پھیلایا۔

وشنومت نے سالوا عہد میں اہمیت اختیار کی۔ سالوا حکمرانوں نے تروپتی کے وینکٹشورا اور اہوبالم (Ahobalam) کے نرسمہا مندروں کی سرپرستی کی۔ لیکن سالوا اور تلوا عہد کے دوران ویروپکشا دیوتا ہی سرپرست اعلیٰ کی حیثیت سے باقی رہے۔ کرشنا دیورائے نے شیومت اور وشنومت کے مندروں کو عطیات سے نوازا۔ آراویڈو سلطنت میں تاہم خاندانی دیوتا ہمپی کے ویروپکشا سے تروپتی کے وینکٹیشور میں تبدیل ہوگئے۔

29.5.3 مندر اور مٹھ

ان اداروں نے عوام کی مذہبی اور ثقافتی زندگی میں بہت اہم کردار ادا کیے مندروں کو ٹیکسوں سے مستثنیٰ اراضیات عطا کی گئیں اور اس کی آمدنی سے باقاعدگی کے ساتھ مندروں میں تمام رسومات انجام دی جاتی تھیں۔ سرکاری چنگی وصول کرنے والوں کو بھی ریاست کی جانب سے مندروں کو آمدنی کا ایک حصہ دینے کا حکم تھا۔ اس کی وجہ سے مندروں میں رسومات کی انجام دہی میں اضافہ ہوگیا۔ دیوتاؤں کے کلیان والے تہواروں کو منایا جاتا تھا۔ ایسی تقاریب کے موقع پر کافی تجارت بھی ہوتی تھی۔

مندروں نے کئی لوگوں کو روزگار بھی فراہم کیا۔ معمار، سنگ تراش، نجومی، پجاری، سنار، رزمیہ، ویدک اور فرقہ جاتی علم کے عالم، لوہار، موسیقار، رقاص، سازندے وغیرہ سب مندر کے دفتر سے وابستہ تھے۔ انھیں مندر سے متعلقہ زمین کا ایک ٹکڑا ان کی خدمات کے عوض معاوضہ کے طور پر دیا جاتا تھا۔ مندر کے امور کی محافظین دیکھ بھال کرتے تھے۔ جو بہت ذی اثر ہوتے تھے۔ وہ مندر کے ملازمین کا تقرر

کرسکتے تھے۔ اور انہیں ملازمت سے برطرف بھی کرسکتے تھے۔ وہ مندر کو عطا کی ہوئی اراضیات پر کاشت کراتے اور مناسب طریقہ سے اناج کو فروخت کرتے۔ مندر کو حاصل ہونے والے مالی عطیات کو ضرورت مندوں میں قرض کے طور پر تقسیم کیا جاتا۔ بعض مندروں نے انسانیت کی خدمت کا کام جیسے دواخانے کا قیام اور اسکی دیکھ بھال کا اقدام بھی کیا۔ بہر حال مذہب کی اشاعت کے علاوہ مندروں نے سماجی و ثقافتی دائرہ میں اہم رول ادا کیا۔

مٹھ کا کام فرقہ کی تعلیم کو عام کرنا اور اس کے پیغام کو عوام تک پہونچانا تھا۔ مٹھ میں فرقے کے راہب رہا کرتے تھے وجیا نگر سلطنت کے دور میں بہت سے مٹھ جیسے سرنگیری (Sringeri) مٹھ، کانچی کا کوئی پتھا، پشپاگری مٹھ ویاساریا (Vyasraya) مٹھ وغیرہ بہت طاقتور تھے۔

29.5.4 فن تعمیر اور سنگ تراشی

وجیانگر دور حکومت میں فن تعمیر کے ابتدائی خدوخال میں کچھ تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ ابتداء میں دیوی یا دیوتا کی مورت کے مقام کے اوپر ایک ڈھانچہ تعمیر کیا جاتا تھا۔ اب اس کے بجائے مندر میں باب داخلہ پر مینار تعمیر کئے جانے لگے۔ یہ ایک باقاعدہ خصوصیت ہوگئی۔ حالانکہ اس کی شروعات پانڈیوں کے دور میں ہوئی تھی۔ اب مرکزی دیوتا کے علاوہ بہت سے دیوتا بھی مندر میں رکھے جانے لگے۔ اس دور میں ماتا دیوی کا مندر بہت ممتاز حیثیت کا حامل تھا۔ دیوی اور دیوتا کی شادی کی رسم انجام دینے کے لیے ایک علاحدہ ستونوں والا ہال (منڈپا) تعمیر کیا گیا۔

وجیانگر کے عہد میں مدورا، سری رنگم، چند مبرم کانچی پورم، تاڈی پتری، ترونا ملائی وغیرہ کے منادر میں تعمیر و ترمیم کی گئی۔ ہمپی میں بہت سے مندر جیسے وٹھل سوامی اور ہزارا رام مندر تعمیر کیا گیا۔ ہمپی کی چند غیر مذہبی عمارتوں جیسے بادشاہ کی ملاقات کا ہال، تخت کے مقام کے آخری حصے باقی ہیں۔ اول الذکر ہال ایک سو ستونوں پر مشتمل تھا۔ جائے تخت نقش و نگار سے مزین تھا۔ اور زیریں حصے میں جانوروں کی تصویریں بنائی گئی تھیں۔

سنگ تراشی کے سلسلہ میں نرسمہا کی تصویر بہت سے وشنومت کے مندروں میں پائی گئی ہے۔ مندر کے باب الداخلہ کے دروازوں پر دربانوں کی نسوانی تصویریں بنائی گئی تھیں۔ وہ گنگا کی نمائندگی کرتی ہیں۔

وجیانگر کا عہد مصوری کے نمونوں کے لیے بھی مشہور تھا لیپاکشی کے مندر میں رامائن کے مناظر اور وشنو کے اوتار کی تصویریں بنائی گئی ہیں۔

29.6 ادب

وجیانگر کے حکمرانوں نے تعلیم کی اشاعت کے لیے ٹیکس سے مستثنیٰ دیہات اور اراضیات عالموں کو عطا کیں تاکہ وہ اپنی اور طلباء کی گزر بسر کا انتظام کرسکیں۔ طلباء کو قیام و طعام کی سہولتیں دی گئیں۔ مندروں میں بھی عالم اور پرانوں کی تبلیغ اور فلسفیانہ مسائل کی وضاحت کرنے والے ہوا کرتے تھے اور وہ علم کے مختلف میدانوں میں طلباء کی تربیت کرتے تھے۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU
IMC LIBRARY
Hyderabad

29.6.1 سنسکرت

عام طور پر وجیانگر کے حکمرانوں نے سنسکرت کی سرپرستی کی اور سلطنت کے بعض علاقوں میں مقامی زبانوں کی بھی حوصلہ افزائی کی۔ وجیانگر کے دور میں دوسرے میدانوں کی طرح ادبی میدان میں بھی بہت ترقی ہوئی۔ بکا اول کے عہد میں ساینا (Sayana) کی رہنمائی میں عالموں کے ایک گروہ نے چار ویدوں سمہتاس، متعدد برہمناس اور آرانیاکاس کی تفسیر کی۔ اس دور میں رزمیہ رامائن اور مہابھارت کی بھی تشریح کی گئی۔

ویدانتادیکا (1268-1368) نے کرشن کی زندگی پر ایک عظیم نظم لکھی جسے یادوابھیودیا (Yadavabhyudaya) کے نام سے مُوسوم کیا گیا۔ کالیداس کی نظم میگھا سندیسا کی تقلید میں (Hamsa Sandesha) ہمسا سندیسا لکھی اور ادویت ڈرامے کی تردید کرنے کے لیے وشت ادویتک (Vashast Advitik) فلسفہ کو دوبارہ عام کرنے کے لئے سنکل پاسوریودیا (Pasuryudaya) لکھی۔ اس نے رامنجوا کی تصنیف سری بھاشیا پر تفسیر لکھی۔ جسے ٹٹوانیکا (Tatvanika) کا نام دیا گیا اس نے وشت اودیتا فلسفہ کی تائید میں بہت سی کتابیں لکھیں نن گالائی کے عالم مانا والاکنی نے سنسکرت پر تامل کو ترجیح دی۔ لیکن انہوں نے سنسکرت میں ٹٹواترایا (Tatvartaya) اور رہاستریا (Rahastraya) کتابیں لکھیں۔

ادویت فلسفہ کی ترجمانی میں ودیارانیا نے وی وا رانا پرامیہ سنگرھا Pramya Sangraha پنچا داسی کی تشریح کی۔ دویت فلسفہ کو جیاتیرھ نے پیش کیا وہ ودیا رنیا کا ہمعصر تھا۔ اور اس نے مادھوا کی برہما سوترا بھاشیا نیا سودھا تفسیر لکھی۔ اس کے علاوہ ادویت فلسفہ کی ترجمانی کے لیے ویاسارایا (Vyasaraya) (1477-1539) نے بھید وجیونا ادرتت پاریا چندریکا وغیرہ کتابیں لکھیں۔

قانون کے میدان میں پاراسمرتی پر ایک تفسیر پارا سرامادھاویا لکھی گئی۔

وجیانگر سلطنت کے راجاؤں اور رانیوں نے بھی بہت سی کتابیں لکھیں۔ جن کی ادبی حیثیت تھی۔ بکا اول کی بہو کمارا کمپنا کی بیوی گنگا دیوی نے اپنے شوہر کے مدورا کی جنگ میں سلطان پر فتح پانے والے واقعہ کو بیان کیا ہے۔ کرشنا دیورائے نے جمباوتی کلیانہ لکھی۔ ترولمبا نے ورادامبیکا پرنیائے لکھی جس میں اچھوتا رائے رائے کی وردبیکا سے شادی کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔

یہاں ہم اپایاڈکشت (AppayyaDixit) 1520-1592 اور گوند ڈکشت کے کارناموں کو بیان کرتے ہیں۔ جن کی سرپرستی تنجور کے سیوپا نایک (Sevappa Nayaka) اور اس کے جانشینوں نے کی۔ اپایا ڈکشت نے مختلف مضامین پر ایک سو کے قریب کتابیں لکھیں۔ اس نے ویدانت وسیکا کی یاداوا ذی بودیا (Yadava dibodaya) پر ایک تفسیر لکھی۔ پاری ملا جوادویت کے فلسفہ کی وکالت کرتا ہے۔ اس نے کوالا یا ندا (Kvalaya Nanda) لکھی۔ جو گفتگو کے مختلف طریقوں پر ایک دستاویزی کتاب تھی۔ اس کے علاوہ اس نے وارا راجھتوا بھی لکھی۔ گوند ڈکشت نے تنجور کے حکمرانوں اچوتپا اور رگھوناتھ کی تاریخ ساہتیا سدھا کے نام سے لکھی۔ تنجور اور مدورا وغیرہ کے نائیکوں کے دربار میں بہت سی کتابیں تحریر کی گئیں۔

29.6.2 مقامی زبانیں

وجیانگر کے حکمرانوں نے تلگو، کنڑی اور تامل ادب کی سرپرستی کی۔ بکا اول نے نچاسومنا کی تصنیف اترا ہری وشم کی سرپرستی کی۔ تدی ملیا اور گھنڈ سنگیا نے ورابا پرانم اور نرسمہا پرانم کتابیں تحریر کیں۔ یہ دونوں مصنفین امادی نرسمہا کے محافظ تلوا نرسا کے دور حکومت

میں بقید حیات تھے ۔ اس کے علاوہ انہوں نے کرشن مشراکی پربھود چندرودیم کا ترجمہ بھی کیا۔ کرشنا دیورائے کے عہد میں تلگو ادب کو زبردست فروغ حاصل ہوا۔ اس کے دربار میں اٹھ شاعر اشٹھا دگا جاس " موجود تھے ۔ اس نے اموکتا مالیاوا لکھی اور متعدد عالموں کی سرپرستی کی۔ منوچرترا کے مصنف پدنا، پاری جنیاپرامم کے مصنف تمنا، کالاہستی مہاتیم کے مصنف دھرجانی یقینا کرشنا دیورائے کے ہم عصر تھے ۔ دوسرے شعرا جیسے رام راج بھوشن، آبلا راجو رام بھدرا، پنگلی سورنا اور تتالی راما کرشنا نے کرشنا دیورائے کے عہد میں مقام حاصل کیا۔

بہت سا کنڑی ادب جین مت اور ویرا شیو مذہب سے تعلق رکھتا ہے ۔ اگرچہ کہ بعد میں برہمنی ادب بھی تخلیق کیا گیا۔ بھیم کوی تلگو اور کنڑی ادب کا عالم تھا۔ اس نے سوم ناتھ کی بسوا پودنا کا کنڑی میں ترجمہ کیا۔ مدھورا نے جین مت کے پندرھویں تیرتھ منکرا پر دھرماناتھا پرانا لکھی ۔ چامارسا کی پربھولنگا مہالنگا دیو کی ایکوتارا شتھالا (Ekotara Shastala) جکنا کی نزون دستھالا تصانیف ویرا شیومت کے متعلق تھیں ۔ کمارا ویاسا نے کنڑی میں مہابھارت کے دس حصے قلمبند کئے ۔ کمار والمیکی نے کنڑی میں راما جیا لکھی ۔ وشنو مت کے مصنفین میں کرشنا دیورائے کے ہمعصر ادیب پورن دارا داسا کا ذکر کیا جاتا ہے ۔

وجیانگر دور حکومت میں تامل ادب میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں ۔ سوارو پاتندا دیکر کی شیوا پراکا شاپرون دیواتو اور اس کے شاگرد کی شنوا رایر کی کروتی ویراتو شیو مت کے فلسفہ کی تالیف ہیں ۔ اروناگری ناتھا کی تھردپاگل کتاب میں مراگا کی تعریف کی گئی ہے ۔ مانوالاماہا منی نے رامانجا کی تصانیف پر تفسیریں تحریر کیں ۔ ویلوپترار نے مہابھارت کی پوری داستاں کو بھارتم میں رقم کیا۔ اس دور میں لغت مرتب کرنے کا کام بھی کیا گیا۔ منڈلا پروشا نے نگندو چدامنی Nigandu Chidamani لکھی۔ ویر شیومت کے چندم برار واناسدار نے اگارادی گنڈو لکھی ۔ کایا درانامی ایک برہمن نے کایادرم نام کی ایک کتاب لکھی ۔

بہر حال وجیانگر سلطنت نے اپنے تین سو سالہ دور میں مقامی رسم و رواج اور مقامی تہذیبوں کو مناسب مقام دیتے ہوئے سیاسی طور پر سارے جنوبی ہند کو متحد کیا ۔ یہ آخری ہندو سلطنت تھی ۔ جس نے جنوب میں ہندو مفادات کا تحفظ کیا ۔ اگر جنوب کے نائک سترھویں صدی میں مصیبت کی گھڑی میں اپنے بادشاہ کی حمایت کرتے تو جنوبی ہند کی تاریخ کچھ اور ہوتی ۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1 وجیانگر سلطنت میں دیہی نظم و نسق کیسا تھا؟ بیان کیجیے ۔

---

2 وجیانگر سلطنت میں خواتین کا مقام کیا تھا؟ بیان کیجیے ۔

---

3 دو مقامات کی نشاندہی کیجیے جہاں وجیانگرم کی مصوری پائی جاتی ہے

---

7 کس نے پری جاتھا پہاڑتم لکھی؟

____

____

29.7 خلاصہ

1۔ ودیارانیا رشی کی نصیحت پر ہری ہرا اور بکائے وجیانگر سلطنت کی بنیاد 1336عیسوی میں رکھی۔

2۔ ابتدائی حکمرانوں کا تعلق سنگاما خاندان سے تھا۔ سنگاما کے بعد سالوا اور تلوا خاندان نے حکومت کی۔ کرشنا دیورائے تلوا خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔

3۔ 1565 جنگ ٹالی کوٹ کی وجہ سے وجیانگر سلطنت کا زوال لاحق ہوا۔

4۔ سلطنت کے آخری ایام میں نائیکارا نظام فروغ پایا۔

5۔ حکمران خود کو ورنا آشرما دھرما کے محافظ خیال کرتے تھے۔ ٹیکسوں کا نظام سخت تھا۔ لیکن عام طور پر خوشحالی تھی۔

6۔ مندروں اور مٹھوں نے عوام کی زندگی میں اہم رول ادا کیا۔

7۔ وجیانگر سلطنت میں کئی بڑے اور خوبصورت منادر تعمیر کئے گئے۔ ان میں ہمپی کا وٹھالا مندر اور ہزار اراما مندر بہت مشہور تھے۔

8۔ کرشنا دیورائے نے آٹھ شاعرں (اشٹھا ڈگاجاس) کی سرپرستی کی۔

29.8 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

1 ہری ہرا اول بکا اول نے 1336ء میں

2 کرشنا دیورائے کا دور اہم تھا

(الف) فتوحات کے ذریعہ سلطنت کو وسیع کیا۔ اس نے اڑیسہ کے گجاپتی اور بیجاپور کے سلطان کو شکست دی۔

(ب) وہ ایک عظیم ماہر نظم ونسق تھا۔

(پ) اس نے ادب اور آرٹ کو فروغ دیا۔

3۔ 1565 میں جنگ ٹالی کوٹ لڑی گئی۔

4 وجیانگر سلطنت میں دیہی نظم ونسق کو بارہ آیا گارس چلاتے تھے۔ دیہات کا سب سے زیادہ اہم عہدہ دار کرنم تھا۔ دیہات میں پولیس کا سربراہ تلاری تھا

5 وجیانگر سماج میں خواتین کی عزت کی جاتی تھی۔ ان میں سے بعض جیسے گنگا دیوی عظیم مصنفہ تھی۔ خواتین نے خود کو تمام میدانوں میں نمایاں کیا۔ غیر ملکی سیاحوں نے خواتین ادیبوں اور محاسبوں کا تذکرہ کیا ہے۔ کرناٹک کے علاقہ میں ستی کی رسم موجود تھی۔

6 لیپاکشی میں ویرا بھدرامندر اور تنجور میں بری ہریشورا (Brihadeshwara) مندر

7 تیمنا (Timmanna)

29.9 نمونہ امتحانی سوالات

I۔ مندرجہ ذیل کے ہر سوال کا جواب 30سطروں میں لکھیے ۔

1۔ سنگم خاندان کے سیاسی کارناموں کا خاکہ کھینچیے ۔

2۔ کرشنا دیورائے کے کارناموں کا جائزہ لیجیے ۔ ۔

3۔ وجیانگر سلطنت میں نظم و نسق کے اہم خدوخال کیا تھے ۔ بیان کیجیے

4۔ وجیانگر دور میں سماجی حالات کیسے تھے ۔ بیان کیجیے ۔

5۔ وجیانگر دور حکومت میں مذہبی فرقوں کی خصوصیات کیا ہیں ۔

6۔ وجیانگر عہد کے دوران ادب کو کس طرح فروغ حاصل ہوا ۔ بیان کیجیے

II مندرجہ ذیل کے ہر سوال کا جواب 15سطروں میں دیجیے

7۔ وجیانگر کی تاریخ میں راما رایا کا کیا رول تھا ؟

8۔ وجیانگر سلطنت کے زوال کے کیا اسباب تھے ؟ بیان کیجیے

9۔ وجیانگر دور کے معاشی حالات کیسے تھے ؟ بیان کیجیے ۔

10۔ وجیانگر کے حکمرانوں نے فن تعمیر اور سنگ تراشی کو کس طرح فروغ دیا ؟

29.10 سفارش کردہ کتابیں

1. Iswari Prasad : History of Medieval India : from 647 to 1526 A.D.
2. Mahalingam : Administration and Social life under Vijayanagar
3. Majumdar, R.C., Raychaudhari, H.S and Dutta, K. : An Advanced History of India
4. Nilkanta Sastry, Ka. : A History of South India
5. Sewell : A Forgotten Empire
6. Subramanian : History of Tamil Nadu

مصنف: سوما سندر راؤ

مترجم: موسیٰ میاں